امام شاہ ولی اللہؒ کے تدریسی منہج کا تجزیاتی مطالعہ

(گزشتہ سے پیوستہ، دوسرا وآخری حصہ)

مولانا سعید الحق جدون

7۔عبارت میں قواعد کلیہ کی وضاحت

درس کے درمیان سبق سے متعلق جو قواعد ہوں، ان قواعد کی وضاحت کرنی چاہیے، مثلاً کوئی مدرس کتاب پڑھاتا ہو اور درمیان میں عبارت آئی، جس میں نحو کے قاعدہ کل فاعل مرفوع (۱۹) "جاری ہوتا ہو، تو اس کی وضاحت کرنی چاہیے، اسی طرح دیگر علوم کا کوئی قاعدہ آ جائے، تو اس کی تشریح ضروری ہے، شاہ صاحب فرماتے ہیں:......''قاعدہ کلیہ کو اس انداز میں اچھی طرح واضح کر دیا جائے کہ اس میں لازمی حدود قیود کو بھی ذکر کر دیا جائے اور اس سے بننے والی اقسام کو واضح انداز میں مثالوں سمیت بیان کر دیا جائے اور اس میں اگر کوئی شرائط وغیرہ پائی جائیں تو ان کو اس انداز سے یوں ذکر کر دیا جائے کہ کوئی شرط یا قید ایسی نہ رہ جائے جو اس قاعدے کا فائدہ مخدوش ومحدود کر دے۔''(۲۰)۔

8۔وجہ حصر بیان کرنا

تدریس کے دوران ابواب یا اقسام کے ذکر میں وجہ حصر بیان کرنی چاہیے، وجہ حصر بیان کرنے میں مناطقہ بڑی مہارت رکھتے ہیں، اس دور میں مدرسین میں بہت کم لوگ ایسے ہیں، جو تدریس میں وجہ حصر بیان کرتے ہیں، شاہ صاحب اس اصول کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:......''اگر کسی چیز کی تعریف کے بعد اس کو مختلف اقسام میں تقسیم کرنا مقصود ہو تو وجہ حصر استقرائی طریقہ سے یا عقلی دلیل کے ذریعے بیان کرنی چاہیے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اصل مطلوب اپنی مختلف قسموں میں بند ہے، اس سے باہر نہیں اور اسی طرح یہ بات بھی واضح کر دی جائے، کہ اس تقسیم میں ایک بات کو مقدم کیوں کیا ہے، اور دوسری کو موخر کیوں کیا گیا۔ ان اصول وقواعد وغیرہ کو اچھی طرح بیان کر دیا جائے (۲۱)۔

مولانا مفتی رشید احمد علوی، شاہ ولی اللہؒ کے اس قاعدے کی تشریح مثال سے دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وجہ حصر کی مثال یہ ہے، مثلاً یوں کہا جائے کہ علم جو ہم حاصل کرتے ہیں، دو حال سے خالی نہیں ہوگا، دنیا

میں اس کی منفعت مقصود ہوگی یا آخرت میں، اگر صرف دنیا میں مقصود ہو، تو فن ہے، جیسے علمِ زراعت، علمِ نجوم، علمِ کیمیا، علمِ طبعیات، علمِ کمپیوٹر، اور علمِ لائبریری وغیرہ، جن علوم کی منفعت آخرت میں ہے، وہ مقصود ہیں، یا ذریعہ مقصود، جو ذریعہ مقصود ہیں، وہ علومِ آلیہ کہلاتے ہیں، جیسے علمِ نحو، علمِ صرف، علمِ جراحت، علمِ منطق، علمِ ادبِ عربی، علمِ شعر، علمِ عروض وقوافی، وغیرہ، جو علوم مقصد ہیں، وہ تین حال سے خالی نہیں، امت کے اجماع سے معلوم ہوئے، نبی کے ذریعے معلوم ہوئے، یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوئے، اجماع سے معلوم ہونے والے علم کو علم اختلاف الامہ کہتے ہیں، نبی سے معلوم ہونے والا علم قولی ہوگا، فعلی ہوگا، یا تقریری ہوگا۔ قول کے ذریعے حاصل ہوئے علم کو علم الحدیث، تقریر کے ذریعے حاصل ہوئے علم کو علم الآثار، فعل یا عمل کے ذریعے حاصل ہوئے علم کو علم السنہ کہتے ہیں، اور اللہ سے حاصل ہونے والا علم دو حال سے خالی نہیں، یا پوری شریعت ہوگا یا جزوی، اگر جزوی ہو تو اس کو صحیفہ کہتے ہیں، اور اگر پوری شریعت ہو تو آسمانی کتابیں ہیں۔'' (۲۲)۔

9۔ التباس ختم کرنا

تدریس کے دوران اگر متشابہ الفاظ آجائیں، تو ان کی وضاحت کرنی چاہیے، جیسے علم احسان، علم تزکیہ، علمِ زہد اور علمِ تصوف ایک ہی چیز کا نام ہے، اب طلبہ کو اگر اس کی وضاحت نہ کی جائے تو وہ شک میں پڑ جائیں گے، اس لئے شاہ صاحب نے التباس کو ختم کرنے کے حوالے سے فرمایا: ......''تفریق ملتبس یعنی اگر دو چیزیں یا دو مسئلے ظاہری نظر میں ایک دوسرے سے مشابہ ہوں یا ملتے جلتے ہوں یا دو مخالف مذہب دیکھنے میں ایک جیسے لگتے ہوں تو ان کے درمیان اختلاف واضح کر دینا ضروری ہے تا کہ فرق معلوم ہو جائے۔'' (۲۳)۔

10۔ تعارض میں تطبیق

تدریس کے دوران تعارض کو رفع کرنا ضروری ہے، مثلاً ایک استاد تفسیر پڑھاتا ہے، تو قرآن کریم میں ایک ارشاد باری تعالیٰ ہے: الرحمٰن علی العرشِ استویٰ (۲۴) رحمٰن عرش پر مستوی ہوگیا، دوسری جگہ ارشاد ہے: نحن اقرب اِلیہِ مِن حبلِ الورِید (۲۵) ہم ان کی رگ جان سے زیادہ قریب ہیں، ایک اور جگہ ارشاد ہے: ونحن اقرب اِلیہِ مِنهم ولٰکِن لا تبصِرون (۲۶) ہم ان کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ تو ان ایات میں اللہ تعالیٰ کے قرب اور بُعد اسی طرح قیام اور استوئ کو بیان کیا گیا ہے، لیکن اس کی حقیقت واضح نہیں کی گئی، اب اس تعارض کو امام ابوحنیفہ نے ان الفاظ میں حل کیا ہے:

ولیس قرب اللّٰہ تعالیٰ ولا بعده من طرِیق طول المسافة وقصرها ولٰکن علی معنی الکرامة والهوان والمطیع قریب مِنه بِلا کیف والعاصی بعید مِنه بِلا کیف والقرب والبعد والقبال یقع علی المناجی

و كذلكِ جواره فِي الجنة والوقوف بين يديهِ بِلا كيفية (۲۷)

شاہ صاحب نے سبق میں اس طرح کے تعارضات حل کرنے کے بارے میں تحریر فرمایا ہے:

''مصنف نے اگر ایک ہی مضمون کو دو جگہ ذکر کیا مگر عبارت میں اختلاف آ گیا ہے تو اس اختلاف کو دور کرنا خواہ دونوں جگہ کا اختلاف دلالت مطابقی یا ایک دلالت مطابقی دوسری دلالت تضمنی یا التزامی کے ذریعے کو اختلاف کو ختم کیا جائے، اس اختلاف کو واضح طور پر بیان کر دینا تا کہ طالب علم کے لیے اس اختلاف کی حقیقت میں فرق کرنا اور اس کو سمجھنا آسان ہو جائے۔'' (۲۸)۔

11۔ازالہ شبہات

شاہ ولی اللہؒ استاد کے لئے یہ اصول قرار دیتے ہیں، کہ وہ درس کے دوران وارد شبہات کا ازالہ کرے گا، اور طلبہ کے اشکالات کو دور کر کے سبق پڑھائے گا، قرآن نے بھی واقعہ موسی وخضر علیہما السلام سے عملاً یہ تعلیم دی ہے، کہ استاد کو بالترتیب اشکالات کے جوابات دینے چاہئیں، جیسے حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسی علیہ السلام کے اشکالات کے بالترتیب جوابات دیے (۲۹)۔اس اصول کی وضاحت کرتے ہوئے شاہ صاحب لکھتے ہیں:

''دوران تدریس ظاہری طور پر وارد ہونے والے شبہات کا ازالہ کیا جائے مثال کے طور پر تعریفات میں استدراک یعنی کسی مخفی شئے سے کسی چیز کی تعریف کرنا اور تعریف کا جامع مانع نہ ہونا یا دلائل میں جزئیہ کبری کی طرح وہ بھی ممنوع ہو یا شاگردوں کو مصنف کے کلام میں لازم ہے کہ ان شبہات کی طرف توجہ کر کے طلبا کے سامنے ان کا ازالہ کرے۔'' (۳۰)۔

12۔مقدر عبارات میں سوالات کی وضاحت

شاہ ولی اللہ کی تدریسی فکر سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، استاد سبق پڑھاتے وقت مقدر عبارات کو نکال کر طلبہ کو سمجھائے، بعض اوقات مقدر عبارات کو نکالے بغیر مسئلے کی وضاحت نہیں ہوتی ہے، اس لئے شاہ صاحب نے اس کی طرف اساتذہ کی توجہ مبذول کرتے ہوئے فرمایا: ......''اگر کسی بات کا حوالہ دیا گیا ہو تو اس کو واضح کر دینا چاہیے، اور اگر ماتن نے متن میں کسی مقام پر صرف اتنی بات کہی ہے کہ "وفیہ نظر "یعنی اس عبارت میں ایک اعتراض ہے، تو استاد طلبا کے لیے "وجہ نظر یا اعتراض کی تقریر کو بیان کر دے اور وہ مقدر عبارت یا سوال نکال کر اس کی وضاحت کے ساتھ اس کا جواب بھی ذکر کر دے۔'' (۳۱)۔

13۔ترجمہ عبارت

تدریسی اصول ومناہج میں امام شاہ ولی اللہ ایک اصول یہ ذکر کرتے ہیں، کہ استاد کو چاہیے، کہ وہ جس

کتاب کو پڑھا رہا ہو تو صرف عبارت پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس عبارت کا ترجمہ بھی کروا دیا جائے، تاکہ طلبہ آسانی سے سمجھ سکیں۔ اس سلسلے میں شاہ صاحب لکھتے ہیں:

اگر طلبا کی زبان اس تدریسی کتاب کی زبان سے مختلف ہو، تو اس عبارت کا ترجمہ کروا دیا جائے (۳۲)۔

14۔توجیہات کی تنقیح:

استاد کو عبارت میں جہاں اختلاف نظر آئے، وہاں اس اختلاف کی توجیہ کر کے عبارت حل کی جائے، اگر استاد عبارت حل کئے بغیر آگے بڑھا تو پھر طلبہ مشکوک رہ جائیں گے، اور مدعا تک آسانی سے نہیں پہنچ سکیں گے، اس لئے شاہ صاحب نے اس اصول کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

اگر کسی عبارت میں شارح اور ماتن کا اختلاف رائے ہو اور اس عبارت سے دو یا زیادہ رائے نظر آ رہی ہیں، اور ان کی بھی صورت ایسی ہے کہ اگر ان دونوں باتوں کو جمع کیا جائے، تو شرع اس بات کی اجازت نہیں دیتی، تو ان دونوں باتوں کو جمع کرنے کے لیے ان کے درمیان جس قدر توجیہات ممکن ہوں، سب ذکر کر دی جائیں، ان توجیہات کی تنقیح کرنا ان میں بہترین توجیہ واضح کرنا اور اسی طرح مشکل کو آسان طریقے سے حل کرنا ضروری ہے، تاکہ طلبا اصل مدعا تک آسانی سے رسائی حاصل کر سکیں (۳۳)۔

15۔آسان اور واضح طریق تدریس:

اس عنوان کے تحت امام شاہ ولی اللہ اصول مزج بیان کرنا چاہتے ہیں، یعنی دورانِ تدریس استاد اپنی بات کو کتاب کے متن کی تدریس میں اس طرح ملا دے کہ دونوں ایک دوسرے کی وضاحت کر رہی ہوں، اور کتاب کی عبارت استاد کی تقریر ایک جیسی محسوس ہو کر ایک دوسرے کی وضاحت کر رہی ہو (۳۴)۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں:

''استاد کا انداز بیان مذکورہ بالا اصول کو استعمال کرتے ہوئے اس قدر آسان ہو کہ ذہن کو پریشان کرنے کی بجائے طالب علم مضمون کتاب کے قریب کرے اور اس کو سمجھنا، از بر کرنا اور لکھنا آسان ہو جائے، ان میں سے ایک بات امتزاج بھی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ استاد اپنی بات کو مصنف کی بات کے ساتھ ملا کر اس انداز میں طلبا کے سامنے پیش کرے کہ دونوں عبارتیں باہم مربوط اور ہم آہنگ محسوس ہونے لگیں (۳۵)۔

اختتام سبق پر ہدایات:

شاہ ولی اللہؒ نے اس رسالے کے آخر میں چند ہدایات ذکر کی ہیں، کہ جو استاذ تدریسی میدان میں مذکورہ پندرہ اصول پیش نظر رکھ کر تدریس کرے تو طلبا کو فائدہ ہونے لگے گا، اور اس کی تدریس میں آسانی ہونے لگے گی، اس لئے استاد کو چاہئے کہ وہ اپنے ہر سبق کے آخر میں اپنے شاگردوں کو مندرجہ اصول پیش نظر رکھتے ہوئے

ہدایات دیا کرے:

(1۔اجمالی طور پر سارے سبق کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے بات واضح کردے کہ ہم نے کیا پڑھا،اس کا خلاصہ کیا ہے اور ہماری اس تعلیم کا مقصد اور اس کا مدعا کیا ہے؟

2۔شروحات کا مطالعہ کریں تو انہیں آگاہ کردے کہ شارح کی غرض شرح کرتے ہوئے کیا ہے؟ اور ماتن کی غرض متن کیا تھی اور متن کیا تھی اور متن میں ماتن اور شارح کیا کہنا چاہتے ہیں؟

3۔استاد طلبا کی رہنمائی کرے کہ وہ مندرجہ بالا اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے تعلیم حاصل کریں اور تعلیم حاصل کرنے میں ان اصول وضوابط کو پیش نظر رکھیں

4۔آغاز سبق سے پہلے شاگردوں کو موقع دے تاکہ وہ واضح کرسکیں کہ انہوں نے کیا مطالعہ کیا ہے؟۔اگر ان کے مطالعہ میں کوئی غلطی محسوس اور معلوم ہوجائے تو واضح کردے۔اگر ہو سکے اس کو مثال کے ذریعے واضح کردے اور غلطی کی صورت بنا کر واضح کردے۔

5۔آخر میں طلبہ سے کسی کتاب کی شرح یا حاشیہ تحریر کروائے ،اس طرح ان کی علمیت معلوم کرنے کا کوئی طریقہ نکالے تاکہ شاگرد کی علمیت کا صحیح اندازہ ہوجائے اور شاگرد کی تربیتِ علمی کا حق صحیح طریقہ پر ادا ہو سکے (۳٦)۔

حواشی وحوالہ جات

(1)۔ عن عبد الله بن مسعود ، قال : قال رسول الله صل الله عليه و سلم : طلب العلم فريض على كل مسلم.()المعجم الكبير للطبراني، سليمان بن احمد الطبراني المتوفى : 360ھ، دار احيا التراث العربى، الطبع : الثانى ، 1983م،ص:10،ج: 240

(2)۔ فن دانشمندی،شاہ ولی اللہ دھلوی،مشاق پریس لاہور، 2011،ص:2

(3)۔ اسلامی اصول تعلیم ، حاشیہ فن دانشمندی،رشید احمد علوی،جمعیت پبلی کیشنز لاہور، 2011،ص:83

(4)۔ فن دانشمندی،شاہ ولی اللہ دھلوی،مشاق پریس لاہور، 2011،ص:6

(5)۔ فن دانشمندی،شاہ ولی اللہ دھلوی،مشاق پریس لاہور، 2011،ص:7

(6)۔ كنز الدقائق ، عبد الله بن ا حمد النسفى،دارالبشائر الا سلامى، 2011م ، ص: 142

(7)۔ فن دانشمندی،شاہ ولی اللہ دھلوی،مشاق پریس لاہور، 2011،ص:14

(8)۔ الفقه الاكبر، ينسب الى ابى حنيفة ، مكتبه الفرقان،الامارات العربى، 1999م، ص: 26

(9)۔ شئ کی وضاحت کرتے ہوئے امام ابوحنیفہ لکھتے ہیں:ومعنى الشى الثابت بلاجسم ولا جوهر ولا عرض) الفقه الاكبر، ينسب الي ابى حنيفة ، مكتبه الفرقان،الامارات العربى، 1999م، ص: 26

(10)۔ فن دانشمندی، شاہ ولی اللہ دھلوی، مشاق پریس لاہور، 2011، ص:16

(11)۔ البقرة : 124۔ (12)۔ العادیات: (١٠٠)، ١۔۔۔٤

(13)۔ فن دانشمندی، شاہ ولی اللہ دھلوی، مشاق پریس لاہور، 2011، ص:17

(14)۔ فن دانشمندی، شاہ ولی اللہ دھلوی، مشاق پریس لاہور، 2011، ص:18

(15)۔ صحیح البخاری ، القراة والعرض على المحدث ، رقم الحديث: 62

(16)۔ فن دانشمندی، شاہ ولی اللہ دھلوی، مشاق پریس لاہور، 2011، ص:19

(17)۔ یہ مولانا محمد اعلی تھانوی کی کتاب ہے، جو اصطلاحات کی فن میں ایک مستند کتاب شمار کی جاتی ہے۔

(18)۔ فن دانشمندی، شاہ ولی اللہ دھلوی، مشاق پریس لاہور، 2011، ص:20

(19) الصول في النحو، ابو بكر محمد بن السرى ،مسسة الرساله، لبنان ، بيروت ،ج:1،ص: 35

(20)۔ فن دانشمندی، شاہ ولی اللہ دھلوی، مشاق پریس لاہور، 2011، ص:21

(21)۔ فن دانشمندی، شاہ ولی اللہ دھلوی، مشاق پریس لاہور، 2011، ص:23

(22)۔ اسلامی اصول تعلیم، حاشیہ فن دانشمندی، ترتیب وتحقیق، رشید احمد علوی، ص:102، 103

(23)۔ الحسان هو التحقق بالعبودى على مشاهد حضرة الربوبيه بنور البصيرية روية الحق موصوفا بصفاته بعين صفته فهو يراه يقينا ولا يراه حقيقة ۔(التعريفات، على بن محمد الجرجانى، دار التاب العربى، بيروت،الطبع الاول، 1405، ص: 27(24) ۔ طه: ٥، ٢٠۔ (25)۔ ق: ١٦، ٥٠۔(26)۔ الواقعه: ٥٦، ٨٥(27)۔ الفقه الاكبر، ينسب الى ابى حنيفة ، مكتبه الفرقان،الامارات العربى، 1999م، ص: 26(28)۔ فن دانشمندی، شاہ ولی اللہ دھلوی، مشاق پریس لاہور، 2011، ص:24

(29)۔ تفسير الطبرى، محمد بن جرير الطبرى، ج18، ص: 82

(30)۔ فن دانشمندی، شاہ ولی اللہ دھلوی، مشاق پریس لاہور، 2011، ص:25

(31)۔ فن دانشمندی، شاہ ولی اللہ دھلوی، مشاق پریس لاہور، 2011، ص: 26

(32)۔ فن دانشمندی، شاہ ولی اللہ دھلوی، مشاق پریس لاہور، 2011، ص:27

(33)۔ فن دانشمندی، شاہ ولی اللہ دھلوی، مشاق پریس لاہور، 2011، ص:28

(34)۔ اسلامی اصول تعلیم، حاشیہ فن دانشمندی، ترتیب وتحقیق، رشید احمد علوی، ص:111

(35)۔ فن دانشمندی، شاہ ولی اللہ دھلوی، مشاق پریس لاہور، 2011، ص:29

(36)۔ فن دانشمندی، شاہ ولی اللہ دھلوی، مشاق پریس لاہور، 2011، ص:30